نظرات

انسانی نفسیات کے اسباق میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی سے انتقام لینے کی غرض سے اگر کسی کو "پالتا" ہے اس پر قیمتی سے قیمتی اشیاء خرچ کرتا ہے اس خیال سے کہ اس پر جتنا مال خرچ کیا جائے گا اسی شدت اور طاقت سے یہ دشمن سے انتقام لے سکے گا۔ مگر یہ بات خام خیالی ہی ہے "پالتو" موقع دیکھ کر اپنے مالک کو ہی ڈس لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مالک کی بے جا ناز برداری اس کو اس قدر خودغرض اور بدمست بنا چکی ہوتی ہے کہ وہ کسی دوسرے سے تو کیا نپٹے گا اپنے ہی مالک کو نشانہ خودغرضی بنا ڈالتا ہے۔ کتے کے سلسلے میں مشہور ہے کہ وہ مالک کا بڑا وفادار ہے۔ مگر جب کتے کو کسی بھی وجہ سے ہڈی نہیں ملتی ہے تو پھر وہ اپنے مالک کو بری طرح سے کاٹ ڈالتا ہے ـــــ دشمن سے انتقام لینے کے چکر میں بیچارہ شخص اپنی خیر منانے کی تدبیر اور فکر میں لگ جاتا ہے۔ یہ انسانی نفسیات کا نہ بھولنے والا سبق جب کوئی بھول جاتا ہے تو پھر اس کی کم بختی کا علاج مشکل ہی سے ہو پاتا ہے۔

[illegible] کے عین وقت میں ایک شخص [illegible]
[illegible] کرتا تھا کہ [illegible] اس [illegible]
[illegible] کے ایک بہت ہی ذمہ دار اور [illegible]
[illegible] عام طور پر اس کی [illegible]
[illegible] ہندوستان کا [illegible]

میں بمبئی میں پارلیمنٹ کی ایک سیٹ پر ضمنی انتخابات میں سابق وزیر دفاع مسٹر کرشنا مینن سے بدلہ چکانے کی خاطر مسٹر موڑ مے کو کامیاب کرانے اور کرشنا مینن کو ہرانے کے لیے اس کارٹونسٹ شخص کی مہم وکوشش کامیاب ہو کر رہیں اور سابق وزیر دفاع کرشنا مینن اپنی عمر کے آخری دور میں اپنی زندگی کی پہلی اور آخری شکست سے دوچار ہو کر رہے ۔

چونکہ اب ہم اس کارٹونسٹ شخص کے بارے میں مزید کچھ بتانا چاہتے ہیں تو یہاں بار بار اس کے لئے کارٹونسٹ شخص لکھنا نامناسب معلوم ہوتا ہے تو اس کی شخصیت کے مناسب حال کوئی نام ہمیں رکھنا ہوگا ڈکشنری میں جو بھی گندہ سے گندہ نام ہے وہ بھی اس مردود وملعون کی شخصیت پر چسپاں کرنے کے لیے کم ہے ۔ لیکن ہمیں اپنی تہذیب وشرافت کا بھی لحاظ ہے ۔ اس لیے اس شیطان وملعون کے لئے ہم ہلکے ہلکا اس کے حسب حال نام 'بد بخت کم ظرف' رکھ رہے ہیں آگے اس کے ذکر کے ذیل میں "بد بخت کم ظرف" ہی اس کے نام کے طور پر ہم استعمال کریں گے ۔

بمبئی کے باہر کے لوگوں کو بمبئی سے باہر نکالنے کی مہم بس اس حد تک کامیاب رہی کہ کرشنا مینن پارلیمنٹ کی ضمنی انتخاب میں ہار گئے ۔ لیکن ہندوستان کے ذی علم حضرات اور نیشنل اخبارات نے اس 'بد بخت کم ظرف' کی مذکورہ بالا مہم کی نہ صرف مذمت ہی کی بلکہ اس 'بد بخت کم ظرف' کی اصلیت کو ظاہر کرکے اس کو کوئی اہمیت نہ دینے کی بات کہی ۔

لیکن اس "بد بخت کم ظرف" کو حرام منہ لگ چکا تھا کارٹونسٹ کے پیشہ میں اسے مزا ہی کیا تھا چنانچہ اس نے ہندوستان کی سیاسی فضا کو بھانپ کر اور ہندوستان کے سادہ لوح عوام کے مزاج کو پہچان کر تاریخ ماضی کے من گھڑت واقعات کو سامنے رکھکر مسلمانوں کی مخالفت کا بیڑا اٹھایا ۔ لیکن پھر کیا تھا وہ ہی ہندوستان کا نیشنل پریس جو اس 'بد بخت کم ظرف' کی

مذمت کرنے میں پیش پیش رہتا تھا اب وہ اسی کو مہربانی کی نظر سے دیکھنے لگا اور اس کی پلیس انسان چڑھانے کے تانے بانے بننے میں لگ گیا۔ اس "بدبخت کم ظرف" کا حوصلہ بلند ہوا۔ اس کو طاقت ملی اسلام سے بھی اس کی خاطر داری ہوئی اور آدمیوں کے جم غفیر کے تائیدی ہاتھوں کے ذریعہ اس بدبخت کم ظرف کی دل کھول کر ہمت افزائی کی گئی ۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ" بدبخت کم ظرف" بمبئی سے باہر بھی پورے ہندوستان کے فرقہ پرست لوگوں کا "آقا ورہنما" بن کر ابھر کر سامنے آگیا ___ اب شیر کی طرح نہیں گیدڑ کی ہی طرح یہ" بدبخت کم ظرف" انتہائی گھٹیا پن سے ملک کی اقلیتوں کے وجود اور ان کے کردار پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ متواتر اس کے حملے ہندوستان کی ہر اقلیت کے دل وجگر کو چیر رہے ہیں مگر کبھی بھی ہندوستان کا کوئی بھی قانون اس کی لن ترانیوں کو بند یا ختم کرنے کے لئے حرکت عمل سے قاصر ہی رہا ___ اقلیتوں کی وفاداری پر شک وشبہ کا اظہار یہ" بدبخت کم ظرف" بڑی دیدہ دلیری سے کرتا رہا۔ اقلیتوں کے نام ونمود کو مٹا دینے کا اظہار بھی یہ" بدبخت کم ظرف" بڑے زور وشور سے کرتا رہا۔ ملک کے سیکولر آئین کے لئے یہ" بدبخت کم ظرف" چیلنج بن کر سامنے آیا۔ سب کو للکارتا رہا۔ مگر کسی نے بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔ بابری مسجد کے انہدام کے لئے کھلم کھلا اس" بدبخت کم ظرف" نے اپنے کو ذمہ دار بتایا۔ مگر تب بھی کسی کے کانوں پہ جوں نہ رینگی۔ کہ اس پر کچھ ایکشن لیا جائے۔ اقلیت دشمنی میں یہ کھلم کھلا قانون شکنی کے لئے عوام کو اکساتا رہا۔ قانون داں اور انتظامیہ اس کی ان سب حرکات پر خاموش تماشائی بنی رہیں ___ لیکن چونکہ یہ" بدبخت کم ظرف" صرف اور صرف خود غرضی کی چھپی خواہش کی تکمیل کے لئے میدان سیاست میں اترا تھا اس لئے اس نے جب عوام کو قانون شکنی کے لئے اکسایا تو اس کے اپنے گھر کے لوگ بھی قانون شکن باتوں کی کارگذاری میں کسی سے کم کیسے رہ سکتے تھے اس" بدبخت کم ظرف" کے ایک بھتیجے پر کسی شخص کے قتل کے الزام کی تحقیقات کے

لئے عدلیہ کی طرف سے جب ہدایت کی گئی تو اس "بدبخت کم ظرف" نے عدلیہ پر ہی الزام تراشی شروع کر دی۔ ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ کسی پبلک مین نے کھلے عام عدلیہ پر سنگین الزام لگایا ہو ـــــ اس پر بھی یہ "بدبخت کم ظرف" کسی گرفت سے محفوظ ہی رہا ـــــ ابھی کچھ عرصہ پہلے اس "بدبخت ملعون کم ظرف" نے اپنے اخبار میں محسن انسانیت رہبر اعظم حضور اکرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کچھ گستاخیاں لکھی ہیں جیسا کہ سننے میں آیا ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی یہ کسی قانونی گرفت سے بچا ہی ہوا ہے۔ نیشنل پریس اس کے بارے میں کیا لکھے گا اس کی امید بھی بیکار ہی ہے۔ ہندوستان کے ذی علم حضرات اس کی مذمت میں آگے آئیں گے یہ سوچنا بھی حماقت کی بات ہے ـــ آخر ہندوستان کی اقلیتوں کی اہمیت ہی کیا ہے۔ وہ ہیں کس گنتی میں۔ ان کا حال پوچھنے کی زحمت کس کو گوارہ ہے ــــ ہائے رے! ہندوستان کی اقلیت کی کسمپرسی بےبسی بے چارگی!۔

اس مضمون کے شروع میں ہم نے انسانی نفسیات کا "پالتو" کے بارے میں جس سبق کا ذکر کیا ہے اس کو ہم یہاں چسپاں کر رہے ہیں جس "پالتو" کو کسی کے لئے پالا گیا تھا وہ "پالتو" اب مالک ہی کو ڈسنے لگا ہے وہ کیسے؟ ابھی حال ہی میں بمبئی میں ایک عوامی اجتماع میں بڑی بھیڑ کے سامنے اس "بدبخت کم ظرف" نے راشٹر پتا مہاتما گاندھی کے بارے میں انتہائی شرمناک بدتمیزی کر ڈالی۔ اس نے کہا کہ "راشٹر پتا مہاتما گاندھی کا برہم چاریہ ہر لوگ ایک ڈھونگ تھا انھیں آجو باجو دو عورتوں کی ہمیشہ ضرورت رہتی تھی"۔ ("نوبھارت ٹائمس" مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۶ء) "بدبخت کم ظرف" کی اس بات پر ملک کے سب ہی تو تلملا اٹھے۔ اب ان کی

سمجھ میں آیا کہ یہ" بد بخت کم ظرف" اپنی حد سے تجاوز کرنے پر آمادہ ہو چکا ہے نیشنل پریس اور گیڈ گل سے لیکر عرصے گوشہ نشین فریڈم فائٹر گووند بھائی شراف سب ہی اس "بد بخت کم ظرف" کی مذمت کرنے میدانِ عمل میں کود پڑے جب یہ "بد بخت کم ظرف" کھلم کھلا اقلیتوں کے صفایا کرنے، اقلیتوں کی دل آزاری کرنے، بابری مسجد کے انہدام کی ذمہ داری ببانگِ دہل اپنے اوپر لینے کی بات کہہ رہا تھا تو نیشنل پریس سے لیکر یہ سب ذی ہوش قسم کے لوگ کہاں تھے کسی کو نہیں معلوم مگر جب یہ "بد بخت کم ظرف" ان کی آئیڈیالوجی پر حملہ آور ہونا شروع ہو گیا تو اب یہ ایسے نکل کر سامنے آرہے ہیں کہ جیسے ملک میں کوئی بہت بڑا طوفان آگیا جس کی روک تھام کے لئے انہیں اپنے آرام کو تلا دینی پڑی ابھی اور سنیئے، اس" بد بخت کم ظرف" کے مہاتما گاندھی کے بارے میں کہی ہوئی بات پر گاندھی جی کے پڑ پوتے تو شار گاندھی نے ۱۸ گھنٹے کی بھوک ہڑتال بھی شروع کر دی۔ اس "بد بخت کم ظرف" نے ایک وادلسکے اپنی پوتی کے ساتھ تعلقات کی توہین کی ہے ایسا تو شار گاندھی کا خیال ہے۔ اس موقع پر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی جنرل سکریٹری میرا کمار نے کہا کہ اگر بھارت میں گاندھی کی عزت نہیں ہے تو کسی کی بھی عزت نہیں ہے!! لیکن یہ" بد بخت کم ظرف" تو ایک عرصہ سے اقلیت دشمنی کے اظہار میں گاندھی جی آئیڈیالوجی کی توہین و بے عزتی کر رہا تھا۔ مگر جب کسی کو بھی یہ خیال نہیں آیا کہ ہندوستان میں جب گاندھی جی کے خیال کی عزت نہیں تو کسی کے بھی خیال کی عزت نہیں ہے جب گاندھی جی کی شخصیت پر اس "بد بخت کم ظرف" نے سیدھا حملہ کیا تو اب انہیں گاندھی جی کی عزت کا خیال آرہا ہے۔

اسے دیکھ کر ہم کیا کہیں کیا نہ کہیں۔ بس یہ ہی سوچ کر دل و دماغ الجھن میں ہے۔ کیا اسے ملک کے نیشنل پریس اور ذی علم لوگوں کی دو طرح کی پالیسیوں کی جمہوری کہنا ہمارے لئے صحیح و مناسب رہے گا؟۔

اصل کانگریس شاید اب ختم ہو چکی ہے۔ اب جو کانگریس باقی بچی ہے اس کی نہ کوئی تھیوری ہے نہ کوئی آئیڈیالوجی ہے اور نہ ہی کوئی اصول و پالیسی ہی ہے۔ جب ہی تو وہ کانگریس، جس کے رہنما مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد ہوا کرتے تھے ملک میں کہیں دکھائی ہی نہیں دے رہی ہے اب جو کانگریس نام کی پارٹی ملک میں ہے۔ اس کا کوئی لیڈر و ممبر بھرشٹاچار کے الزامات میں عدالت کے چکر کاٹ رہا ہے۔ کوئی لیڈر مہاتما گاندھی کو گالیاں دینے والوں کو سینہ لگا رہا ہے ان سے دوستی و سمجھوتا کر رہا ہے۔ مسٹر کانشی رام اور مس مایاوتی کی ساری ہی سیاست مہاتما گاندھی کو گالیاں دینے سے شروع ہوئی برہمن واد پر نازیبا اور ناشائستہ حملہ کر کر کے ان دونوں نے اپنے نام کو خوب چمکایا۔ افسوس و شرم کا مقام ہے کہ موجودہ کانگریس کے لیڈروں نے حالیہ یوپی الیکشن کے موقعہ پر ان کی جماعت بہوجن سماج پارٹی سے انتخابی سمجھوتہ کر کے کیا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان دونوں کی گاندھی جی کے بارے میں توہین آمیز باتیں اور برہمن واد کے خلاف ناشائستہ جملے صحیح ہیں؟

اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر موقع پرستی کا اپنا چہرہ ملک کے سامنے کانگریس نے جس طرح پیش کیا اس کے پیش نظر اب ملک کے سنجیدہ حضرات اصلی کانگریس کے بارے میں یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ؎ اب اسے ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر!۔

بقیہ: مفتی صاحبؒ

بننا پڑا۔ اور دارالعلوم کے اس نئے دور میں ان دونوں بزرگوں کے ساتھ وہ سب کچھ ہوا، جو مذکورہ آیت کریمہ میں پہلے ہی بتا دیا گیا ہے۔ جس کے تذکرہ اور تلخ نوائی سے بھی اب کوئی فائدہ نہیں۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ (باقی آئندہ)